سرمور گزٹ

ناہن

نمبر ۴ | مطبوعہ ۲۷ - جنوری سنہ ۱۸۹۳ء روز جمعہ | جلد ۶

سرمور گزٹ

ناہن ۲۷ - جنوری سنہ ۱۸۹۳ء جمعہ

اطلاع

اڈیٹر صاحب کی عدم موجودگی کے سبب سے اخبار کی حالت
مین چند روزہ بے قاعدگی آگئی ہے - عنقریب وہ واپس آنے والے
ہین اُس وقت اس بے قاعدگی وغیرہ کی پوری تلافی کر دی جاوے گی
امید ہے کہ ہمارے ناظرین معاف کرینگے -

المشتہر مہتمم سرمور گزٹ

سیرۃ الفاروق

یعنی

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح عمری اور
حالات خلافت

منشی سراج الدین احمد اڈیٹر سرمور گزٹ ناہن کی تالیف سے یہ نئی کتاب ہے
حضرت عمر رض کے سوانح عمری اور حالات خلافت تین سو صفحہ مین بڑی تحقیق اور کوشش
اور تلاش سے لکھے گئے ہین دو جزو کا دیباچہ اسکے علاوہ ہے جس مین شیعہ اور سنی کی
باہمی مخالفت کے اصلی تاریخی واقعات اور اسباب اور اُس کی اصلیت پر اس غرض سے
بحث کی گئی ہے کہ یہ مخالفت مسلمانون کے درمیان سے اُٹھ جاوے

کتاب یہ نہایت خوشخط موٹے چکنے سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے اور قیمت
مع محصول ڈاک وغیرہ دو روپیہ مقرر ہے - مہتمم سرمور گزٹ -

مذہب علم - اخلاق

بقیہ سرگزشت نمبر ۳

میں نے اب تک مذہب کی علم اور عقل سے مطابقت کا ذکر کیا ہے لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس دنیا میں انسان کو اس کی ضرورت ہے؟ مذہب کی ضرورت۔ روسو کا قول ہے کہ ''اگر خدا نہیں ہے تو عقل کو ایک خدا گھڑنا چاہئے'' اگرچہ یہ قول ظاہرا بے ادب ہے مگر اس سے زیادہ کوئی جملہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

انسان کی زندگی کا کیا مقصد ہونا چاہیے۔ اس کی حیات کی علت غائی کیا ہے۔ اس کے بعد اس کو عدم کے خوفناک اور تاریک کوٹھڑی میں جانا ہے یا اس کی زندگی کا خاتمہ نہ ہوگا۔ جو لوگ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کے قائل نہیں۔ جو نیک کام کا انعام دینے اور بد کا سزا دینے والا نہیں مانتے۔ اگر وہ اس سوسائٹی میں نہ ہوں جو اس کو مانتی ہے تو اس دنیا کی صورت ان کو کیسی تاریک نظر آئے یہ عقل سے دور سمجھ نہیں سکتے۔ موت ہے اور وقت نہیں پائے زندگی بے مایہ اور آگے تاریک گڑھا۔ پریشانی اور مایوسی کے دیوتا۔ یہ کیا حالت ہے مظلوم اور غریب، اپاہج اور کمزور کس سہارے پر رہیں۔ "میں کیوں رحم کروں۔ میں کیوں نیکی کروں" زبردست سمجھتا ہے۔ مکار سمجھتا ہے کہ "موقع ملے تو اپنے فائدے کے لیے میں غیر کا مال کیوں نہ کھاؤں، قتل کیوں نہ کروں" یہ حال طاقتوروں کا ہے کمزور اور غریب صبر اور تحمل کہاں سے لائیں۔ یہ چند روزہ زندگی ہے ہر ایک کو سیر ہو کر آرام کرنا چاہیے اور جو کچھ اپنے خلاف ہو اس کو برباد کرنا چاہیے کیونکہ پھر اس کے بعد کیا ہے!

دنیا بغیر خدا کے دنیا بغیر امید کے ہے۔ دنیا بے امید کے دنیا بغیر روشنی اور ٹھنڈک کے ہے۔ دنیا ہے جس کے رہنے والوں کے دل میں دوزخ کی سی آگ مشتعل ہے۔ محنتی کو اپنی مزدوری کی آس ہے نہ مظلوم کو اپنی فریاد رسی کی۔ دنیا میں ذلت اور مدارج عزت، خوشی اور رنج۔ دولت اور کلفت۔ یہ فرق دلوں میں خراش کرتے ہیں مگر جو کچھ ہوگا اسی تاریک قید خانے میں ہوگا۔ اس کے آگے عدم کا ایک گڑھا ہے جس کے عمق نہیں جس کی تہ میں مایوسی ہے اور کنارے پر پریشانی کے شعلے۔ ایسی دنیا اور ایسی آخرت سے دوزخ کو ہر جہت سے ترجیح ہے۔

مذہب کی ضرورت سے انکار بدیہات سے انکار ہے۔ بعض زمانے ایسے ہوئے ہیں جن میں مذہب کے نام سے سخت ظلم ہوئے ہیں لیکن صرف ایک یا دو واقعے ایسے ہوئے ہیں جن میں کسی جماعت نے مذہب کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اس زمانے کی تاریخ (وہ صرف چار ماہ کا عرصہ تھا) فرنچ ریولیوشن کے بدترین حادثات میں سب سے زیادہ بدنما دھبہ ہے۔ وہ ایک عہد جس میں وہاں کی پارلیمنٹ نے مذہب کو منسوخ کیا ایسا زمانہ ہے کہ اگر اس کو صفحۂ تاریخ سے محو کیا جائے تو شاید نوع انسان پر ایک عظیم رحمت ہو[۱]۔ اس سوسائٹی کی حالت کو ایک سربرآوردہ شخص نے جس نے ان سب چیزوں کو غور سے دیکھا تھا اس طرح بیان کیا ہے

"یہ فرقہ نہایت جوش و خروش سے مادہ (دہریت) کے اصول کی اشاعت کرتا ہے یہ اصول زیادہ تر امرا اور تیز طبیعت آدمیوں میں رائج ہیں۔ وہ عملی فلسفہ بھی کسی قدر انہیں اصول کی بدولت ہے جس نے سوسائٹی کو مکاری کا ایک حرب گاہ قرار دیا ہے جس میں کامیابی حق و ناحق کی معیار ہے اور دیانت داری اپنا اپنا مذاق اور اپنی اپنی نفاست طبع اور دنیا چالاک بدمعاشوں کی جاگیر ہے"[۲]

---

[۱] دہریت کے خلاف فرانس کے ریولیوشن کے بڑے سردار مسٹر روبسپیر کی تقریر تمام قوم فرانس کے سامنے خدا تعالیٰ کے وجود پر ... کے قابل ہے۔ وہ ایک جگہ کہتا ہے "اے قوم تم کو اس امر کے بتانے کا ... کس نے دیا ہے کہ خدا نہیں، آدمی کو اس بات کی ترغیب دینے میں تم کو کیا فائدہ ہوتا ہے کہ ایک ... بھی جماعت انسان کی قسمت پر حاوی ہے اور اندھا دھند نیکی اور بدی دونوں پر ضرب لگاتی ہے" مسٹر روبسپیر کی تقریر ۷ مئی ۱۷۹۴ء ترجمہ از فرنچ۔

[۲] ماخوذ از روبسپیر تقریر بعینہ

میں نے اب تک مذہب کی ضرورت کو بیان کیا ہے اس میں ضمناً مذہب کے فوائد بھی بیان ہوتے ہیں۔ مذہب کے فوائد میں اخلاق بھی ہیں اور دونوں کے فرائض کا ذکر آنا ضرور ہے۔ کیونکہ مذہب کا عمدہ اور سب سے بڑا ٹکڑا اخلاق ہے اور اسی لیے عربی نبی نے کہا ہے کہ میں اخلاق کی خوبیاں پوری کرنے کے لیے اپنی امت پر بھیجا گیا ہوں ؎۱ ایک جگہ کہا ہے کہ تم خدا کے سے اخلاق اختیار کرو ؎۲ مسلمانوں کی کتاب میں ہر جگہ مذہب اور ایمان کے ساتھ۔ اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ؎۳ کی شرط لگائی گئی ہے وہ نہایت غور کے قابل بات ہے عیسائی یہودی اور بدھ مذہب تقریباً سب نیکی کے نصائح سے پُر ہیں۔ ان سے کیا معلوم ہوتا ہے یہ کہ مذہب انسان کو نیکی اور انصاف سے برتاؤ کرنے کی ترغیب دیتا ہے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ صرف وہ لوگ اس کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو اس سے بہت واقف اور ماہر ہیں۔ جاہل اور کم علم لوگوں پر بھی اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ کیا علم ہم کو بدی سے روک سکتا ہے جب تک مذہب اس کا معاون نہ ہو جو لوگ مذہب پر اعتراض کرتے ہیں ان کو یہ امر خوب ذہن نشین کرنا چاہیے اگر ہم کسی جاہل مفلس بے کس شخص کو ترغیب دیں کہ وہ اپنی حالت درست کرنے کے لیے چوری قتل یا جرم کرے تو وہ ہرگز قبول نہ کرے گا نہ اس لیے کہ اس میں طاقت نہیں نہ اس لیے کہ اس میں جرات نہیں اس کو ضرورت نہیں یا وہ سزا سے ڈرتا ہے۔ فرض کیجیے کہ جرم نہ کرنے کے سب وجوہ اس سے ہٹا دیے گئے پھر بھی وہ برا کام کرنے سے ڈرتا ہے اس کو انسان کا خوف نہیں ہے بلکہ ایک ان دیکھی طاقت کا جس کی آنکھ وہ ہر وقت اپنے اوپر سمجھتا ہے اسی طرح پڑھا لکھا آدمی قانون کے ڈر سے نہیں اور [illegible] اسکا بھی ہر جگہ کی قانون گرفت نہیں کرتا۔ سوسائٹی کے خوف سے نہیں۔ بہت سے عیب اور جرم ایسے ہیں کہ سوسائٹی ان سے واقف

؎۱ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ؎۲ تخلقوا باخلاق اللہ

؎۳ وعملوا الصالحات

نہیں ہو سکتی بلکہ اپنے ایمان کے خوف سے برے کام کرنے سے ڈرتے ہیں۔ بہت سے جاہل آدمی اور غریب آدمی ایسے ہیں جنھوں نے غیبت، ناجائز اور نفس کی بُری باتوں پر غلبہ پایا ہے۔ صرف اس خیال سے کہ وہ کام ان کے خدا یا معبود ان کو برا کہے گا ایسی حالت میں کہ ان کو اپنی سزا و جزا کا خیال بھی نہیں آتا۔ مختصر یہ کہ مذہب اور اخلاق کا تعلق بہت بڑا ہے۔ نیکی اور بدی کا خیال صرف مذہب ہی سے ہو سکتا ہے اپنے فرض کا خیال یعنی ہم کو اپنے ساتھ اور غیروں کے ساتھ کیا سلوک رکھنا چاہیے۔ اس کا معیار بھی اگلی زندگی اور خدا کے بغیر مقرر نہیں ہو سکتا۔ بے مذہب زندگی کی جو خرابیاں اور ان کے مقابل میں جو فوائد مذہب کے بیان کیے گئے ہیں وہ خرابیاں کسی جماعت کے مذہب یعنی اگلی زندگی اور خالق کے نہ ماننے سے عمدہ طرح سے ظاہر ہوں گے۔ چند شخص ایسے ہوئے ہیں جو کہتے تھے کہ ہم صرف اس زندگی کے قائل ہیں وہ اپنے فرائض بخوبی ادا کرتے ہے اور ادا کرتے ہیں ان کو نیکی اور بدی نے کبھی نہیں ستایا۔ مایوسی نے نہیں گھیرا وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا فرض ہے کہ سوسائٹی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ رکھیں جیسا ہم چاہتے ہیں کہ سوسائٹی ہمارے ساتھ رکھے لیکن اس امر کا ماننا کہ ہم کو لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ رکھنا گویا ہمارے لیے مضر ہو اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ ہمارے کچھ فرائض ہیں جن کو پورا نہ کرنا سزا کے یا کم از کم زجر کے مستلزم ہے وہ سزا کہاں سے آئے گی؟ سوسائٹی سے لیکن اگر سوسائٹی خود ان جرموں کو جائز رکھے ہمارے فرائض کہاں سے پیدا ہوں۔ جب ہم میں اور لکڑی کی حالت میں کچھ فرق نہیں ساتھ ہی اس کے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ (۱) جو لوگ بے مذہب ہیں وہ بے مذہب ہونے کا دعوی کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اپنے یقین و علم کا دعوی رکھتے ہیں یا نہیں (۲) انھوں نے مذہب والی سوسائٹی میں تعلیم پائی ہے اور نیکی اور بدی اور جواب دہی کے خیالات اپنے بچپن سے رکھتے ہیں (۳) وہ مذہب والی سوسائٹی میں رہتے ہیں اور ان کو مجبوراً بنا

برتاؤ انھیں اصول کے موافق رکھنا پڑتا ہے (۴) جب تک تمام سوسائٹی یا کوئی بڑی جماعت بے مذہب ہو کر ان دہریت کے اصول کی پیروی نہ کرے ہم کو اس کا اثر معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا عمل بڑی جماعت کے تحکم میں رہتا ہے ؎ کوئی آدمی صرف اس لئے اپنے اوپر تکلیف اور مصیبت برداشت نہ کرے گا جب تک وہ یہ نہ فیصلہ کرے کہ میری تکلیف کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ صرف یہ خیال ہم کو نیکی کی رغبت نہیں دے سکتا اور نہ دنیا ہے کہ نیکی سے لوگوں کو فائدہ ہوگا اور اس کا نتیجہ اسی زندگی تک محدود رہے گا۔ اگر یہ سمجھیں کہ "ہمارا فرض ہے کہ نیکی کریں اور بدی نہ کریں تو دہریت کا دعویٰ صرف زبانی ہے

میں نے مذہب اور علم اور مذہب اور اخلاق کا تعلق اس مضمون میں بیان کیا ہے اسی سے اخلاق اور علم کا تعلق نکل سکتا ہے اگر غور کیا جائے تو ان تینوں لفظوں میں باہم بہت درجے کا ارتباط ہے علم اور اخلاق یا علم اور نیکی میں ظاہراً زیادہ تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ہم علم اور بدی کو اکثر جمع پاتے ہیں۔ مگر اس پر بحث کرنے کے لیے ہم کو علم اور نیکی دونوں کی حقیقت دریافت کرنی ہوگی۔ اس لئے ہم سقراط کے اس مقولہ پر مضمون ختم کرتے ہیں

"نیکی علم پر مشتمل ہے نیکی کرنا خوشی کا ایک یقینی راستہ ہے"

اور جب ہر آدمی خوشی کی تلاش کرتا ہے تو بدی جہالت سے یا حقیقی خوشی کے ذریعوں میں غلطی کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے سب سے بہتر تادیب اور اصلاح کا موں کے نتیجوں کی وسیع تعلیم دینا ہے

رستم فارقلیط

؎ ۔ دہریت میں نیک اور مذہبی زندگی کی مثال مسٹر بریڈلا کے حالات میں پائی جاتی ہے مشہور مورخ مسٹر لیکی نے اپنے اخبار مرقع میں لکھا ہے کہ اس میں تمام عیسائیت کی خوبیاں موجود تھیں۔ لوگ کہتے تھے کہ تمہارا ساتھی تم سے بہتر عیسائی ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا تھا۔ "جو جہات میں نے اوپر بیان کئے ہیں وہ سب اس کے حال پر بھی صادق آتے ہیں۔

سائنس و مذہب کی رزم و بزم

ماخوذ از علی گڈھ گزٹ

سائنس سے مراد ان معارف یقینیہ و علوم تحقیقیہ سے ہے جن کے تسلیم کرنے میں کسی ذی عقل کو شبہ نہیں ہو سکتا

سائنس و مذہب کی رزم و بزم سے زیادہ کوئی دلچسپ رزم و بزم ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کہ اس پر نجات عذاب ذیل ثواب موقوف ہے روز بروز بڑے زور سے سائنس اپنی بندوقوں میں گولیاں اور اپنی توپوں میں بم کے گولے بھر کے مذہب پر تاک تاک کے نشانے لگاتا ہے مگر اب تک کوئی نشانہ اس کا مذہب پر لگا نہیں۔ لگا کیا نہیں اس کے قریب تک بھی پہونچا مگر مذہب کے پاس ایسے اسلحہ نہیں اور جو اسلحہ ہیں اُن کو کوئی ایسا چلانا نہیں جانتا کہ وہ ان بندوقوں اور توپوں کا منہ بند کر دیں اور اپنی طرف اُن کو نہ چلنے دیں۔ اس باب میں محققان حق طلب کے چار فریق تحقیق کے در پے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے براہین و حجج کو بیان کرتا ہے ایک فریق میدان رزم میں مذہب و سائنس کو لا کر خوب ایک دوسرے کا گلا کٹواتا ہے اور مذہب کو منصور و مظفر بناتا ہے دوسرا فریق اس کے برخلاف کام کرتا ہے کہ اُن کو میدان جنگ میں لا کر سائنس کا علم فتح بلند کرتا ہے اور مذہب کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔ سوم فریق مذہب و سائنس کو ایک بزم میں پہلو بہ پہلو بٹھاتا ہے اور ان میں محبت و موانست و موافقت و مصالحت کی باتیں کراتا ہے اور ان سے کہلاتا ہے کہ ہم دونوں دوست ایک مغز و پوست و یک جان دو قالب ہیں ہم دونوں کی ایک جان حق ہے وہ ہم میں ایک ہی ہے اس لیے ہم میں کچھ فرق نہیں ہے چہارم فریق ان دونوں کو نہ میدان رزم میں لڑاتے نہ ایک بزم میں بٹھائے وہ ان دونوں کو ایسا متباین رکھتا ہے کہ کسی قسم کے تعارف کا نہیں وہ کہتا ہے کہ مذہب کا کدو یہ کچھ اور ہے سائنس کا شیوہ کچھ اور ہے۔ ایک ہی بات مذہب میں حق اور سائنس میں باطل یا سائنس میں حق اور مذہب میں باطل ہو سکتی ہے۔ غرض وہ حق میں دورنگی ثابت

کرتا ہے اور اس اصول کا قائل نہیں کہ حق ہمیشہ یک رنگ ہوتا ہے اس میں دو رنگی ناممکن ہے۔

دنیا میں انسان بغیر مذہب کے نہ رہا ہے نہ رہ سکتا ہے اور نہ رہ سکے گا۔ انسان کے لئے مذہب ایک لازمی و لابدی شے ہے یہ خیال ہی غلط ہے کہ سائنس اصل مذہب کو مستیصال کرتا ہے وہ تو اس کے اغلاط و توہمات باطلہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ حق کے ماننے میں سائنس مذہب کے ساتھ اتفاق کرتا ہے بلکہ وہ اس کو استاد اور اپنے تئیں شاگرد کہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ حق کا ماننا میں نے تجھی سے سیکھا ہے۔ سائنس کے مذہب میں مذہب کی حق باتوں کا ماننا فرض ہے اور اس میں شک کرنا شرک و کفر ہے۔ وہ مذہب کو استحکام اس طرح دیتا ہے کہ انسان کی غلط فہمیوں سے جو اغلاط و توہمات کا مذہب مذہب کی جان کے پیچھے لگ گیا ہے اسے چھوڑا لیتے

میرا ارادہ ہے کہ جن فریقوں کا ذکر میں نے اوپر لکھا ہے ان میں سے ہر ایک کے دلائل و براہین کو بیان کروں اور فریق سوم کی وجوہات ترجیح کو عرض کروں۔ مگر میں جب کسی کتاب یا مضمون کے لکھنے کے لیے قلم میں اول ڈوبا کے کاغذ پر رکھتا ہوں تو اپنے نزدیک تخمینہ کر لیتا ہوں کہ اتنے دنوں میں اتنے صفحوں میں اسے ختم کروں گا مگر یہ تخمینہ ہمیشہ غلط ہوا کرتا ہے۔ اس لیے میں یہ پہلے سے نہیں بتا سکتا کہ یہ کتاب کتنی بڑی ہوگی اور کب ختم ہوگی فقط

ذکاء اللہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۳ء

یونیورسٹی الٰہ آباد کنووکیشن میں

ہزآنر لفٹنٹ گورنر چانسلر کی اسپیچ

ماخوذ از علیگڈھ گزٹ

صاحب وائس چانسلر صاحب و جنٹلمین۔ میں نے آج کسی قدر تامل کے ساتھ آپ سے مخاطب ہو کر گفت و گو کرنے کا کام اپنے ذمے لیا ہے اور ایک ایسا کام ہے جس کو بخوبی صاحب وائس چانسلر بہادر کے زیادہ تر لائق ہاتھ میں چھوڑنا چاہتا تھا۔ لیکن میں اپنے جانشینان سابق کے دستور سے انحراف کرنا نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں اس بات سے کبیدہ خاطر ہوں کہ مجھکو اس یونیورسٹی کی جماعت منتظمین سے ملنے اور آپ کو اس بات کا بھروسہ دلانے کا موقع حاصل ہوا ہے کہ میں تہ دل سے آپ کے مفید کام میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ یہ پانچویں کنووکیشن ہے جو اس یونیورسٹی کے قائم ہونے کے بعد منعقد ہوا ہے میں بطور ایک اجنبی اور کام سیکھنے والے کے یہاں آیا ہوں اور میں کسی ایسی بات کے کہنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہوں جو کہ نئی ہو لیکن غالباً آپ کو اس بات کے معلوم ہونے سے مسرت حاصل ہوگی کہ جو ترقی بیان ہوئی ہے اس کا میرے دل پر کس قدر اثر ہوا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ترقی اس قسم کی ہے جس سے وہ امیدیں جو پانچ برس پہلے قائم کی گئی تھیں بہت کچھ پوری ہو گئی ہیں اور جس کے لحاظ سے یہ اضلاع آپ کی کوششوں اور خاص کر ہمارے وائس چانسلر اور رجسٹرار کی کوششوں کے ممنون ہیں۔ سب سے پہلے انگریزی کے آرٹس کالجوں اور گورنمنٹ اور ایڈیڈ انسٹیٹیوشنوں کے کالجیٹ کلاسوں کے طالب علموں پر نظر ڈالنے سے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد جو ۱۸۸۶ء میں ۱۴۰۴ تھی ۱۸۹۱-۹۲ء میں ۱۱۵۰ تک بڑھ گئی ہے۔ دوم یہ کہ ۱۸۸۹ء میں امتحان داخلہ کے امیدواروں کی تعداد ۱۰۴۱ تھی ۱۸۹۰ء میں ۱۲۱۰ ۱۸۹۱ء میں ۱۳۲۵ اور ۱۸۹۲ء میں ۱۵۰۲ تھی مگر کامیاب امیدواروں کی تعداد میں اسی مناسبت کے ساتھ ترقی نہیں ہوئی ہے۔ ۱۸۸۹ء میں ۶۶۷ امیدوار یعنی فی صدی ۵۳.۹ پاس ہوئے ۱۸۹۲ء میں صرف ۷۲۹ یعنی ۴۸ فی صدی امیدواروں کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ سوم یہ کہ آرٹس کے امتحان انٹرمیڈیٹ میں ۱۸۸۹ء میں امیدواروں کی تعداد ۲۸۰ ۱۸۹۰ء میں ۳۰۴ ۱۸۹۱ء میں ۴۹۰ اور ۱۸۹۲ء میں ۵۲۵ تھی لیکن جو امیدوار پاس ہوئے ان کی تعداد سالہائے مذکورہ میں علی الترتیب ۱۲۹-۲۰۲-۲۱۳- اور ۱۷۴ تھی اور ۱۸۹۲ء میں ۳۰.۷ فی صدی امیدوار کامیاب

آخر کار بی۔اے کی ڈگری کے واسطے امیدواروں کی تعداد جو سنہ ۱۹۰۸ء میں ۸۰ تھی سنہ ۱۹۱۹ء میں ۲۳۱ تک بڑھ گئی ہے اور جو امیدوار پاس ہوئے اُن کی تعداد جو سنہ ۱۹۰۸ء میں ۴۹ تھی سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک سو اٹھارہ تک بڑھ گئی ہے۔ پاس شدہ امیدواروں کی تعداد اے کورس میں ۶۵ سے ۵۶ء۱ تک اور بی کورس میں ۵۰ء۱ سے ۸۴ء۶ تک گھٹ گئی ہے یہ ایک نہایت اطمینان بخش علامت ہے کہ بی کورس یا سائنس کورس میں طالب علموں کی تعداد میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوا ہے سنہ ۱۹۰۸ء میں صرف ۱۴ امیدوار تھے اور اُن میں سے آٹھ پاس ہوئے سنہ ۱۹۰۹ء میں ۱۴ امیدوار تھے اور اُن میں ۱۱ پاس ہوئے سنہ ۱۹۱۰ء میں ۲۴ امیدوار تھے اور اُن میں سے ۱۵ پاس ہوئے اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ۳۲ امیدوار تھے اور اُن میں سے ۱۸ پاس ہوئے۔ پھر امید کی جاتی ہے کہ جو تبدیلیاں اس سال میں کی گئی ہیں اور جن کی میں آئندہ تشریح کروں گا اُن کے باعث سے اُن طالب علموں کی تعداد بڑھ جائے گی جو سائنس کورس کے واسطے تحصیل علم کرنا پسند کریں گے۔

لیکن ایک ایسے انسٹیٹیوشن کی ترقی جیسے کہ یہ انسٹیٹیوشن ہے بمشکل پانچ برس میں معلوم ہو سکتی ہے یا نقشہ جات کے ذریعے سے اُس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پانچ برس ایک قوم کی زندگی میں صرف ایک سنٹ ہے اور ایک یونیورسٹی کی زندگی میں جس کو شرط یہ کہ وہ قائم رہے قومی زندگی میں شریک ہونا واجب ہے وہ بمشکل بطور ایک دن کے شمار کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص کامیاب ہونے میں اُن کی تعداد کے لحاظ سے اس کی کامیابی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اُس کے اصلی کام کو اس اثر میں جو ان کالجوں کی تعلیم و تربیت پر پڑتا ہے جو اس سے الحاق رکھتے ہیں اور اس کے بعد لوگوں کی عقلی اور اخلاقی ترقی اور سائنس اور تحقیقات کی ترقی میں تلاش کرنا چاہیے۔ یہ وہ اثر ہیں جو چند برسوں میں بلکہ بہت سے برسوں میں ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں جس وقت یہ یونیورسٹی ان اضلاع کے باشندوں کے واسطے دانش

مندہ معلم علم اخلاق میں بڑے بڑے تعلیم دینے والے عالم فاضل دان اور سائنس کے وسیع میدانوں میں جو طیار محقق اور اصلی انجنیر پیدا کرنے لگے گی اُس وقت وہ یہ بات کہہ سکے گی کہ جو بیج بویا جاتا ہے اس کا پھل مل گیا ہے اور اُس کی کوششیں رائگان نہیں گئی ہیں۔ بیشک جو کام ہمارے روبرو پیش ہے اگر اُس پر اس امر کے لحاظ سے نظر کیجائے تو ہم کو ضرور بالضرور اُس کی عظمت اور دشواری کا خیال ہونا چاہیے۔ ایک جدید انسٹیٹیوشن کو ہمیشہ ایک دشوار کام درپیش ہوتا ہے۔ اُس کی رہنمائی کے واسطے کوئی روایتیں اور کوئی ایسے نمونے موجود نہیں ہیں جن کی پیروی کرنا آسان ہے اور یہاں ہندوستان میں یہ کام بوجہ امور لازمی کے جو اس معاملے سے متعلق ہیں بہ نسبت معمولی کے زیادہ تر دشوار ہیں۔ پس یونیورسٹی کا انتظام کچھ عرصہ تک خاص کر اجنبیوں کے ہاتھ میں رہنا ضرور ہے۔ طریقہ تعلیم اور زبان جس میں تعلیم دی جاتی ہے اور نیز اکثر مضامین جو پڑھائے جاتے ہیں طالب علموں اور ملک کے باشندوں کے نزدیک غیر مانوس ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ ہم کو ہندوستان کی پرانی یونیورسٹیوں کے مدت دراز کے تجربے سے بڑا فائدہ حاصل ہوا ہے اور یہ ایک ایسا فائدہ ہے جس کو ہمیشہ اس مقام پر احسان مندی کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے۔ لیکن میں اس بات کے خیال کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ اور ہم اس وقت تک آزمائش کر رہے ہیں ہم اس وقت تک اہل ہند کی عقل و دماغ کو تربیت دینے کے واسطے مغربی علم سے کام لینے کے نہایت عمدہ طریقوں کے متلاشی ہیں۔ ہر ایک انسانی سائنس میں یہ امر نہایت مفید ہے کہ بے غرض کام کرنے والے موجود ہوں اور جس طرح پر کہ قدرت میں حیوانات کے اشکال و صورت جدید اور مناسب اقسام کے پیدا ہونے کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح پر انسانی انسٹیٹیوشنوں کا حال ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ ایک خیال تھا جو اُن خیالات سے تھا جس نے سر الفریڈ لائل اور دیگر صاحبان کو ان اضلاع کے واسطے ایک جدید یونیورسٹی کی تائید پر مائل کیا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اُس وقت سے اس وقت تک اس تجربہ کا نتیجہ پیدا ہوا ہے

جس سے اُن کی اُمیدین واجب معلوم ہوتی ہین - جو کام یہان ترقی
کی اُمید مین کیا گیا ہے اور جو جدید تجویزین عمل مین لائی گئی ہین وہ
اُن اعتراضات پر جو عموماً ہمارے طریقہ تعلیم کی نسبت کیے جاتے
ہین اور اُن تدابیر پر جو نقصانات مسلمہ کے دور کرنے کے واسطے
کی گئی ہین غور کرنے سے عمدہ طور پر ظاہر ہو جاے گا۔

ایک فریق نے یونیورسٹیون اور کالجون کے ذمے یہ الزام لگایا
ہے کہ انھون نے ملک مین ایک تعداد کثیر نیم تعلیم یافتہ نوجوانون کی
پھیلا دی ہے جو روزگار کے واسطے بجز سرکاری ملازمت کے اور
کسی جگہ تلاش نہین کرتے ہین - جن کا علم بالائی ہے جن کی خود بینی
بے حد ہے اور جو تقریر مین نہایت طرار ہین لیکن اُن کو اُن الفاظ
کے معنی جن کو وہ استعمال کرتے ہین یا جن فقرات کو وہ دُہراتے ہین
اُن کا مطلب ٹھیک ٹھیک معلوم نہین ہے - دوسری جماعت یہ بات
کہتی ہے کہ ہماری تعلیم محض برباد کرنے والی ہے۔ پُرانے عقیدون کی
بیخ کنی کی جاتی ہے - اخلاق کے پُرانے اصول اور قواعد منہدم کیے
جاتے ہین اور پُرانے آداب صحبت اور بزرگون اور حاکمون کی پُرانی تعظیم
و تکریم کے ساتھ چھوڑ دی جاتی ہے - مین چند لمحہ آپ کو اس امر کے دریافت
کرنے کی غرض سے تکلیف دینا چاہتا ہون کہ یہ الزامات کہان تک
صحیح ہین اور الٰہ آباد مین اُن الزامات کے دفع کرنے کے لیے
کیا کوشش کی گئی ہے - اس مین کچھ شبہ نہین ہے کہ بعض پُرانی یونیورسٹیون
کے سامنے ہین اُن شخصون کی تعداد جنھون نے ڈگریان حاصل کی ہین اُس
لیاقت کے آدمیون کی ضرورت سے زیادہ ہے پُرانے ملکون مین
جہان سوسائٹی نے قدرتی بالیدگی کے ساتھ ترقی کی ہے اور جس پر خارجی
اثرون کا زور نہین ڈالا گیا ہے وہ اُن کے باعث سے دوسری طرف
نہین پھیری گئی ہے تعلیمی انسٹیٹیوشن اس ضرورت کے پورا کرنے کے
لیے قائم کیے گئے ہین کہ اُن کو صرف یا خاص کر سرکاری ملازمت کے
واسطے نہین بلکہ تمام پیشون مین ملک کی خدمت کرنے کے لیے تعلیم
یافتہ آدمی بہم پہونچ جاتے ہین - علاوہ برین بہت سے شخصون نے صرف علم کی
خاطر اس کی حیثیت وجود کی ہے اور بہت سے شخصون نے عمدہ تعلیم کے
حصول کی کوشش بطور خود ایک ایسے سامان کے کی ہے جو ہر ایک
شخص کو گو اُس کا پیشہ کچھ ہی کیون نہو اپنے سفر زندگی مین اپنے پاس
مہیا کرنا لازم ہے لیکن اس ملک مین جہان کہ تحریک خاص کر خارجی ذریعہ
سے ہوئی ہے جہان کہ اعلی درجہ کی تعلیم بھی لوگون کو قریباً مفت دی گئی
ہے جہان روزگار کا میدان لوگون کی پست حالت کی وجہ سے نہایت
محدود ہے اور جہان کہ علم اگر اپنے خاص فائدے کی غرض سے تلاش
بھی کیا جاتا ہے تو وہ اس قسم کا علم نہین ہے جس کے سکھانے کا ہمارے
کالج ذمہ لیتے ہین اس قسم کے محتاج طالب علمون کی ایک جماعت کے
پیدا کرنے مین صاف صاف بڑا خطرہ ہے جن کی تعداد باوجود اس کے
کہ وہ دنیا مین اپنی وجہ معاش پیدا کرنے کے واسطے کافی تعلیم یافتہ نہین
ہین اس روزگار کی ضروریات سے جو صرف اُن کے واسطے کھلا ہوا ہے
بہت زیادہ ہے دو طریقے ایسے ہین جن مین وہ شخص جو تعلیم کے
مہتمم ہین اس خطرے کا دفعیہ کر سکتے ہین یعنی ایک طریقہ یہ ہے کہ کالج
کی تعلیم زیادہ گران بہا اور سلسلہ [illegible] جس کا خرچ اُسی سے
حاصل ہو کر دی جاے اور وہ اُن شخصون کو جن کے والدین اس کے
خرچ کے ادا کرنے کا مقدور رکھتے ہون اور جس قسم کی خاص لیاقت
رکھنے والے لڑکون پر محدود کی جاے جو اسکالرشپین حاصل کر سکین
اور اپنے تحصیل علم کے خرچ مین مدد دے سکین ممکن ہے کہ جس قدر
زمانہ گذرتا جاے گا اس باب مین تحریک کرنا قرین مصلحت ہوگا لیکن
ان اضلاع کی حالت موجودہ مین اس قسم کی کارروائی ضروری یا پسندیدہ
نہین معلوم ہوتی ہے - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سلسلہ خواندگی اس طرح
پر تبدیل کر دیا جاے کہ طالب علم اس حالت مین کہ وہ ایک علم عمدہ حاصل
کر سکین زندگی کے مختلف پیشون کے واسطے اپنے تئین موزون بنا سکین

اب اے صاحبو جو سال ابھی ختم ہوا ہے اُس مین مجلس
سنیٹ نے اس باب مین ایک نئی اور اصلی پیش قدمی کی ہے
مدرسون کے طریقہ تعلیم مین بڑی بڑی تبدیلیان کی گئی ہین خواہ

تعلیم مدرسون میں ختم ہوتی ہو یا یونیورسٹی کے امتحان داخلہ کی تیاری کے واسطے ہو منیرکارش کے اُن امتحانات میں جو امتحان داخلہ کے بعد ہوتے ہیں تبدیلیاں کی گئی ہیں جن کا عملدرآمد کسی قدر ۱۸۹۲ء اور کسی قدر ۱۸۹۳ء میں ہوگا۔

بلحاظ اُس سلسلہ خواندگی کے جو خواہ تو امتحان داخلہ سے علیحدہ یا اُس سے پیشتر پڑھا جاتا ہے سب سے بڑی تبدیلی اسکولوں میں ایک آخری امتحان کا جاری کرنا ہے جس کا اہتمام اور جس کی تصدیق یونیورسٹی کرے گی۔ اِس امتحان سے یہ امر مقصود ہے کہ وہ بہ نسبت موجودہ امتحان داخلہ کے زیادہ تر عملی طور کا ہوگا اور جیسا کہ اُس کے نام سے پایا جاتا ہے اُن نوجوانوں کے واسطے جو حرفت و دستکاری اور تجارت کے پیشہ میں داخل ہونے کے لیے مدرسہ کو چھوڑیں بطور ایک اخیر ازمائش کے کام دے سکے۔

اس کے واسطے انگریزی کا اس قسم کا ایک علم درکار ہے جو کاروبار کے مقاصد کے لیے زیادہ تر کارآمد ہو لیکن درحقیقت اُس علم کی بہ نسبت جو امتحان داخلہ کے لیے درکار ہے دماغی تعلیم و تربیت کے واسطے کچھ کم موثر نہ ہو۔ ریاضی۔ تواریخ اور جغرافیہ میں جن کی قدر و منزلت کی نسبت زندگی کے کاروبار روزمرہ میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا ہے اس امتحان میں وہی سٹینڈرڈ قائم رکھا گیا ہے جیسا کہ امتحان داخلہ میں ہے ایک قدیمی زبان کی واقفیت کے بجائے اس میں ان اضلاع کی ایک دیسی زبان یعنی خواہ اُردو میں یا ہندی میں ایک سخت عملی امتحان قائم کیا جائیگا۔ ہر ایک امیدوار کا امتحان ان چار مضمونوں میں اور علاوہ ان کے مندرجہ ذیل عملی طور کے اختیاری مضامین میں سے ایک مضمون میں ہوگا یعنی نقشہ کشی میں اُس سٹینڈرڈ تک جو از روے اُس تجربہ کے قرار دیا جاے جو نقشہ کشی کی اُن جماعتوں کی کارروائی سے جو بعض مدرسوں میں اب تک قائم کی گئی ہیں حاصل ہوا ہو۔ ابتدائی علم طبیعیات اور علم کیمیا میں کہ ان مضامین کے خاص علم بعض سکولوں میں مقرر کیے گئے ہیں زراعت میں مع جالیش کے جیسا کہ از روے تجربہ کے کسی مدرسہ میں

میں قرار دیا جاوے۔ حساب وکتاب میں اور پولیٹیکل ایکانمی میں۔

زندگی کے کاروبار روزمرہ کے واسطے وہ تعلیم جو اس طرح پر نشان دی گئی ہے اور جس کی جزئیات پر بلاشبہ عملی تجربہ کے لحاظ سے مکرر غور کرنا پڑے گا بہ نسبت اُن ابتدائی علمی مسائل کے جو مروجہ امتحان داخلہ میں قرار دیے گئے ہیں ایک زیادہ تر عمدہ تیاری ہوگی۔ یہ امتحان داخلہ اور وہ مشابہ آخری امتحان جو مجموعہ قواعد کی رو سے سررشتہ تعلیم میں یورپین سکولوں کے واسطے قرار دیا گیا ہے اب تک صرف ایک ایسا مقصد سمجھا گیا ہے جس کے حصول کی غرض سے ان اضلاع میں ہائی سکولوں کی کتب خواندگی مقرر کی گئی ہیں۔ آیندہ سے تمام شخصوں کو اس بات کا موقع دیا جاے گا کہ وہ اپنے مدرسے کی تعلیم و تربیت کو آیندہ زندگی کی ضروریات کے موافق بنا سکیں خواہ وہ ضروریات حرفت و دستکاری یا تجارت یا پیشوں سے متعلق ہوں اور یونیورسٹی تعلیم و تربیت کی اس قسم کی ہر ایک شعبہ کی اسی طرح پر قدرشناسی کرے گی جیسے کہ ہائی سکولوں میں قدر کی جاتی ہے۔

لیکن جس حالت میں کہ اس آخری اسکول اگزامنیشن کا ابتدائی مقصد حرفت و دستکاری اور تجارت کے اُن پیشوں کے واسطے جن کے متوقع مدرسوں کے اکثر طالب علم رہتے ہیں ایک تعلیم و تربیت کا قائم رکھنا اور اُس کا جانچنا ہے تو اسی کے ساتھ اس سے ایک دوسرا مقصد بھی خوبی اور موثر طور پر حاصل ہوتا ہے یعنی یہ کہ اُس کے ذریعے سے وہ طالب علم جو اُس کو پاس کریں یونیورسٹی میں اُن کالجوں کی وساطت سے جو اُس سے ملحق ہوں خاص کر اس غرض سے داخل ہونے کے قابل ہو جاتے ہیں کہ علم طبیعیات اور ریاضی کی تحصیل مزید کر سکیں جو سرٹیفکیٹ اس امتحان کے پاس کرنے کا دیا جاے گا اُس کے ذریعے سے طالب علم کو یا تو یونیورسٹی کی لٹریری (اے) یا سائنٹفک (بی) کورس میں داخل ہونے کی قابلیت حاصل ہوگی لیکن یہ امید کی جاتی ہے کہ قریباً تمام طالب علم جن کے پاس اس قسم کا سرٹیفکیٹ ہو آرٹس کے امتحان انٹرمیڈیٹ اور امتحان بی اے میں سائنٹفک کورس کو پسند کریں گے ابھی وقت تک

پرانے قواعد کے بموجب آرٹس کا امتحان انٹرمیجیٹ تمام امیدواروں کے واسطے یکسان رہا ہے ماہ مارچ سنہ ۹۳ء میں پہلا امتحان اُن جدید قواعد کے بموجب جو حال میں منظور کیے گئے ہیں لیا جاے گا اور جن کی رو سے ایک کورس (یعنی اے کورس) اُن امیدواروں کے واسطے جو زیادہ تر علمی طور کی تعلیم اور ایک دوسرا کورس (یعنی بی کورس) اُن امیدواروں کے واسطے قرار دیا گیا ہے جو زیادہ تر سائنٹفک طور کی تعلیم پسند کریں۔ منطق کی تعلیم کا ایک کامل کورس تمام شخصوں کو برابر پڑھنا پڑے گا کیونکہ وہ بچلر آف آرٹس کی ڈگری کے واسطے ادھر تو اعلیٰ درجے کی علمی اور فلسفیانہ تعلیم و تربیت کے واسطے اور اُدھر اعلیٰ درجہ کی ریاضی اور سائنٹفک تعلیم و تربیت کے واسطے ایک مناسب تمہید ہے۔

اس باب میں ایک دوسری عملی کارروائی فن انجنیری کی ایک فیکلٹی کا قائم کرنا ہوگی۔ عرصہ ہوا کہ مجلس سنیٹ نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے اور وہ گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجی گئی ہے اس تجویز کو ایک خاص تعلق اُن تجویزوں کے ساتھ ہے جو انجنیرنگ کالج رُڑکی کو سررشتہ تعلیم کے ترتیب وار میں لانے اور یونیورسٹی کے ساتھ اُس کو منطبق کرنے کے واسطے کی گئی ہیں توقف کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ ملٹری ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ جس کی بعض اغراض اس کالج کے ساتھ متعلق ہیں معاملات کے طے کرنے میں کسی قدر دشواری پیش آئی ہے جس وقت یہ تجویز پوری ہو جاے گی تو انجنیری کا ایک نہایت عمدہ مدرسہ موجود ہو جاے گا اور مجھ کو کچھ شبہ نہیں ہے کہ طالب علم فن مذکور بہت یونیورسٹی سے ڈگریاں حاصل کرنے کے خواستگار ہوں گے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں کافی بیان اس بات کے ظاہر کرنے کے لیے کر چکا ہوں کہ مجلس سنیٹ اس بات کو سمجھ گئی ہے کہ بہت سے طالب علموں کو ایک ہی طریقے میں تعلیم دینا خطرے کا باعث ہے اور اُس نے اس بات کا بندوبست کیا ہے کہ اُن کی جمعیتوں کو ایک ابتدائی زمانے پر مختلف پیشوں کی جانب مائل کیا جاے۔

یہ اعتراض کہ ہمارے طریقہ تعلیم کا میلان طالب علموں کی لیاقتوں کو کتابی طور کی اور اُن کو خود بین بنانے کی جانب ہے میرے نزدیک ایک ایسی طعن ہے جو ہر ایک یونیورسٹی کے طالب علموں کے ایک حصہ کی نسبت اور ہر ایک ملک میں کی جا سکتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بہت سے آدمی یونیورسٹی میں داخل ہوتے اور کورس شروع کر دیتے ہیں اور پھر کبھی کوئی ڈگری نہیں حاصل کرتے وہ صرف سرکاری ملازمت کے واسطے قابلیت پیدا کرنے پر قانع ہوتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں فیل شدہ ایف اے لکھ سکیں۔ یہ شخص خواہ مخواہ نہایت کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو شکایت ہمارے طریقہ تعلیم کی نسبت کی جاتی ہے اُس کا سبب بیشتر وہی ہیں اُنھوں نے علم کی ابجد بھی نہیں سیکھی ہے اور اُن کو اس بات کے جاننے کی بھی عقل نہیں ہے کہ وہ عقلمند نہیں ہیں۔ میرا میلان اس خیال کی جانب ہے کہ جس قاعدے کی رو سے مڈل امتحان کے پاس کرنے کا سرٹیفکیٹ بطور کافی لیاقت سرکاری نوکری کے تسلیم کیا جاتا ہے وہ بلحاظ ان نتیجوں کے اُن شخصوں کی نسبت جو تعلیم کے کام میں مصروف ہیں زیادہ تر غور کے لائق ہے۔ جہاں تک کہ تعلیم و تربیت میں نقصانات ہیں جو کہ باعث اس عنصر کے ہیں وہاں تک یونیورسٹی اس کا تدارک کر سکتی ہے اور کالجوں پر اس طرح اثر ڈال سکتی ہے کہ تمام امتحانات کے اسٹینڈرڈ کو بڑھاوے اور اُن کی سختی کو قائم رکھے اور خود بینی و ناواقفیت کا علاج بہت کچھ اس بات پر اصرار کرنے سے ہو سکتا ہے کہ ہر ایک امتحان دینے والا اس مضمون سے درحقیقت واقف ہو جس میں وہ امتحان دینے کی درخواست کرتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس مقام پر بھی یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ مجلس سنیٹ مجہول یا بے خبر نہیں رہی ہے کتابوں یا مضامین میں امتحانات کے میدان کو وسعت نہیں دی گئی ہے لیکن ہر سال زیادہ تر کامل واقفیت اور زیادہ تر صحت پر زور دیا گیا ہے چنانچہ آرٹس کے امتحانات انٹرمیجیٹ اور بیچلرز ڈگریات کے امتحانات سال بسال زیادہ تر سختی کے ساتھ لیے گئے ہیں امیدواروں کی تعداد جنھوں نے امتحان پاس کیا ہے کم ہو گئی ہے اور ان امتحانات کی دونوں طرفوں پر قابلیت کا ایک اعلیٰ اسٹینڈرڈ قائم رکھا گیا ہے

اب اُن اعتراضات کی طرف توجہ کرنے سے جو ہمارے طریقۂ تعلیم کے برباد کرنے والے اور بگاڑنے والے اثروں کی بنا پر کیے گئے ہیں مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ فلاسفی کے کورس پر سلسلۂ خواندگی کی کسی دوسرے حصہ کی بہ نسبت زیادہ تر اعتراض کیا گیا ہے اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ نکتہ چینی کسی قدر صحیح ہے۔ لیکن یہ یونیورسٹی اُس کے دفعیہ کے واسطے کوشش کر چکی ہے امتحان بی اے کے واسطے فلاسفی کا کورس جو کلکتہ میں زیادہ تر آسان ہوگیا ہے الہ آباد میں زیادہ تر طویل اور دشوار کر دیا گیا ہے اور اُس میں سلطنت برطانیہ کے حکما کی تصنیفات کا ایک ایسا سلسلہ شامل ہے جس سے اس بات کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ برطانیہ میں فلاسفی کو کس طرح پر ترقی ہوئی ہے اس عذر کا دفعیہ کیا جا سکتا ہے کہ فلاسفی کا کورس صرف کثرت سے مضامین کے پڑھنے اور یاد کرنے کا معاملہ ہے امتحان زیادہ تر سختی کے ساتھ لیے جاتے ہیں اور تمام امیدواروں سے خواہ وہ ایک زیادہ تر علمی یا سائنٹفک تعلیم کا کورس پسند کرتے ہوں زیادہ تر صحت چاہی جاتی ہے پس اس یونیورسٹی نے چند خاص خاص معاملات میں نئی نئی باتیں جاری کی ہیں۔ یعنی اُس نے ایک اخیر امتحان سکولوں کا عملی طور پر جاری کیا ہے۔ اس نے امتحان داخلہ کے بعد سائنس اور لٹریری کورس کو علیحدہ کر دیا گیا ہے اُس نے فلسفہ کے کورس کی عمدگی کو بہت کچھ بڑھایا ہے اور آخرکار بجائے اس کے کہ آیندہ کو زیادہ تر وسیع خواندگی پر منحصر رکھے وہاں کو صرف زیادہ تر صحت اور اُن کتابوں اور مضامین کی زیادہ تر گہری واقفیت کی بنا پر جو پاس ہونے کے واسطے درکار ہیں عطا کرتی ہے

یہ امر لازمی ہے کہ جو باشندہ ہندوستان کا دفعۃً مغربی خیال کے اثر کے نیچے آوے اُس کی عقلی اور اخلاقی خصلت میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوں کیا تعلیم و تربیت اور تحصیل علم سے ہم سب میں تبدیلیاں نہیں پیدا ہوتی ہیں ہر علم [illegible] تو بلاشبہ برباد کرنے والا ہے یعنی پرانے عقیدے اور پرانے یقین جہاں تک کہ وہ قوت ادراک کی آزمائش نہ برداشت کرسکیں گے ضعیف اور زائل ہوجاتے ہیں اور طالب علم شل ہو کے

نیک و بد کے واقفیت حاصل کرنے کے بعد خاص اپنی نظر میں برہنہ اور شرمندہ کھڑا ہوتا ہے لیکن دوسرا قدم اصلاح دینے والا ہے اور برائی کچھ تعلیم سے نہیں بلکہ اُس کی تکمیل کے قصور سے پیدا ہوتی ہے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ جو سلسلۂ خواندگی اس یونیورسٹی کے طالب علموں کے واسطے قرار دیا گیا ہے اُس پر غور کرے یہ سلسلۂ خواندگی سامعہ کی اصلیت اور طالب علموں کی عمر اور جو وقت کہ اُن کے تصرف میں ہے اُس کے لحاظ سے محدود ہے اور ہونا چاہیے لیکن میں اس بات پر یقین نہیں کرسکتا کہ اُس کا اثر لوگوں کی حالت کو تبدیل کرنا اور زیادہ تر خراب بنانا ہے اگر اس بات کا نتیجہ کہ اُن کے دماغوں اور بعض نہایت عمدہ مصنفوں کی تصنیفات کے درمیان اتصال پیدا کیا جائے اور اُن کو بعض نہایت اعلی درجہ کے دانشمندوں کے خیالات سے واقف کیا جائے اور سائنس کے ابتدائی اصول اُن کو بتائے جائیں یہ ہو کہ اُن کے طور و طریق خراب ہو جائیں اور اُن کی عقلیں بگڑ جائیں تو بہتر ہے کہ ہم اُن کو جہالت میں چھوڑ دیں اپنی طرف سے میں خیال کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں نکتہ چین اس بات پر بجھے ہیں جو تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ناکامل تعلیم اور اس حالت انقلاب سے پیدا ہوتی ہے جو ملک پر گذر رہی ہے قدرت میں انقلاب کی حا[illegible] خواہ وہ انسان میں دیکھی جائے یا حیوان میں اکثر اوقات ناپسندیدہ اور بد نو بھی معلوم ہوتی ہے اگر وہ علم جو حاصل کیا گیا ہے بالائی یا اوپر کی سی پڑھائی نہیں ہے بلکہ دل و دماغ [illegible] کی خوبی چھان بین کرکے اس کا لب لباب حاصل کر لیا ہے تو کچھ نتیجہ کا [illegible] اندیشہ نہیں ہے اس ملک کے باشندوں کا مذہبی دماغ مع اپنے پرانے فلسفے کے مثل ایک ایسی عمدہ مورت کے ہے جو مدت سے جنگل میں پڑی ہوئی ہے یہاں تک کہ مٹی اور کائی نے اُس کی خوب صورتی کو چھپا دیا ہے پس مغربی تعلیم کا اصلی کام یہ ہے کہ وہ پتھر کی اصلیت یا شکل کو تبدیل نہ کرے لیکن مٹی کی تہ کو اُس پر سے ہٹا دے اور اُس کی اصلی خوب صورتی کو ظاہر ہونے دے اگر طالب علم ایک کھلے ہوئے اور سچے دل کے ساتھ تحصیل علم کے واسطے آئیں اور اگر وہ اُس چیز سے

سمجھنے کے واسطے کوشش کریں جو اُن کو نہ صرف ایک ڈگری اور ذریعہ معاش پیدا کرنے کی غرض سے (گو یہ ایک ایسا مقصد ہے جو ہمیشہ اُن کے مد نظر رہنا چاہیئے) بلکہ کسی قدر اُن کو زیادہ تر خوش اور اپنے ہم جنسوں کے واسطے زیادہ تر مفید بنانے کے واسطے سکھائی جاتی ہے تو مجھکو اس بات کا کچھ اندیشہ نہیں ہے کہ جو تعلیم و تربیت اُن کو اس یونیورسٹی کے زیر حکومت دی جاتی ہے وہ اپنے نتیجوں میں خطا کرے گی یا دشمنوں کو کوئی موقع الزام لگانے کا ہاتھ آئے گا۔ میں اُس تعلیم کے نقصانات سے منکر نہیں ہوں اور نہ اُن کا اندازہ کمی کے ساتھ کرتا ہوں جس میں براہ راست تمام مذہبی تعلیم ضرورۃً شامل نہیں ہونی چاہیئے باوجود اس کے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ امر بعید از احتمال ہے کہ جس قسم کا سلسلہ تعلیم اس یونیورسٹی کے کالجوں کے طلبا کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور جس کی تکمیل عمدہ اور لائق شخصوں کی رہنمائی میں کی جاتی ہے۔ اُس طالب علموں کے اخلاق پر خراب نتیجہ پیدا ہو۔ ایک امر کی نسبت میں تجربہ کے ساتھ گفت و گو کر سکتا ہوں یعنی یہ کہ مجھکو ہندوستان کے انتظام میں بہت سے برسوں کا تجربہ حاصل ہے اور میں اس بات کی تصدیق کر سکتا ہوں کہ انتظام کی عمدگی اور اُس کی صفائی میں خاص کر عدل و انصاف کے معاملے میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے اور یہ ترقی خاص کر تعلیم اور زیادہ تر اُس اعلیٰ درجے کی تعلیم کی بدولت ہے جس میں زبان انگریزی اور انگریزی علم ادب ایک جزو اعظم رہا ہے پس ہم کو اپنا کام اُس کی آخری دم تک اعتقاد سے جاری رکھنا چاہیئے ایک دوسرا معاملہ جس میں ہمارے طریقہ تعلیم کی ناکامی بیان کی جاتی ہے طالب علموں کی جسمانی تعلیم ہے چند عہدہ داروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ انتظامی عہدوں کے واسطے گریجویٹوں کو اس غرض سے تلاش نہیں کرتے کہ اُن کے جسمانی قویٰ کمزور ہوتے ہیں اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہندوستانی جنٹلمین نے جس نے حال میں پنجاب کے ایک اخبار میں مضمون لکھا تھا یہ شکایت کی ہے کہ ہمارے سلسلہ خواندگی کے باعث سے صرف زندگی کی تمام سرخوشی ہی نہیں زائل ہوتی ہیں بلکہ اُن سب کا مخرج یعنی تندرستی بھی زائل ہو جاتی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ایک طالب علم جو کسی کالج میں پڑھتا ہو صرف اپنی صورت سے پہچانا جا سکتا ہے۔ جسمانی تعلیم کی نگرانی یا ترغیب عموماً ایک یونیورسٹی کی مجلس سینیٹ کے فرائض میں داخل خیال نہیں کی جاتی ہے اور انگلستان میں مختلف وجوہات سے یہ امر غیر ضروری ہے کہ وہ اس میں داخل ہو کیونکہ یہاں لوگوں کی عادت اور آب و ہوا اور سب سے پہلے میدان کے دلیرانہ کھیلوں کے واسطے شوقینوں کا نہ ہونا جسمانی تعلیم کے حق میں اس قسم کے موانع ہیں جن کے دور کرنے کے لیئے بعض انتظام کی ضرورت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ سکولوں اور کالجوں میں اور نیز رشتہ تعلیم کے رعب و داب سے کھیلوں اور دلیرانہ ورزشوں کو ترغیب دینے کے واسطے بہت کچھ کوشش کی گئی ہے اور کالجوں کے باہم کسی قسم کا مقابلہ قرار دیا گیا ہے ایک زائد تدبیر اگر یونیورسٹی کی ہدایتوں سے نہیں تو اُس کے رعب و داب سے ایک زائد تدبیر کرکٹ۔ فٹ بال اور جسمانی ورزشوں میں کالجوں کے درمیان ایک سالانہ کمپیٹیشن (یعنی مقابلہ) قرار دینے کے لیئے عمل میں لائی جا سکتی ہے جن میں سے آخری میچ میں کھیلے جائیں میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے باعث سے جسمانی تعلیم و تربیت میں بڑی ترقی اور ترغیب ہوگی اور جو شخص اپنے تئیں ممتاز کریں گے اُن کی شہرت ہو جائے گی اور جو گریجویٹ فٹ بال یا کرکٹ میں امتیاز حاصل کرے گا وہ دیکھے گا کہ روزگار حاصل کرنے کے واسطے اُس کا موقع کچھ کم نہیں ہوا ہے۔

جنٹلمین۔ اب ایک اور بات ہے جس کی نسبت میں قبل اس سے کہ اس تقریر کو ختم کروں (اور مجھکو اندیشہ ہے کہ اس میں آپ کی بہت کچھ سمع خراشی ہوئی ہے) گفت و گو کرنا چاہتا ہوں یعنی میں ایک جدید فرض کا ذکر کرتا ہوں جو غالباً اسی یونیورسٹی کی جماعت منتظمان کے ذمے عائد کیا جائے گا۔ آپ کونسل ہی ایکٹ سے واقف ہیں جو سال گذشتہ میں پارلیمنٹ سے منظور ہوا تھا۔ ایکٹ مذکور کے احکام کے بموجب ہندوستان کی قانونی کونسلوں کے ممبروں کی تعداد میں اُس

کونسل کے جو ان اضلاع سے متعلق ہے بڑھا دی گئی ہے اور جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو اس طریقے کی نسبت قواعد کے مرتب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جس میں لوگ کونسلوں کی ممبری کے واسطے نامزد کیے جائیں گے۔ واضعان ایکٹ کا یہ منشا رہا اور بعض ذمہ دار گورنمنٹ و گو کرنے والوں نے پارلیمنٹ میں ظاہر کیا تھا کہ یہ قواعد اس طرح پر بنائے جائیں گے کہ ریپریزنٹیشن کا اصول کسی قدر کونسلوں میں جاری ہو جاوے ممبروں کی نامزدگی اور اس قسم کی نامزدگی کی اخیر ذمہ داری اب بھی گورنمنٹ کارپرداز کے ذمے ہونی چاہیے لیکن یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ بعض جماعتوں سے استدعا کی جاوے کہ وہ ممبری کے واسطے نامزد کیے جانے کی غرض سے چند شخصوں کی نسبت سفارش کریں اب غالب ہے کہ اس قسم کی ایک سفارش کرنے کا فرض اس یونیورسٹی کی مجلس سینٹ کے ذمے عائد ہوگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جو فرض آپ کے ذمے اس طرح پر عائد ہوگا مجھ کو اس کی وقعت کا آپ کو خیال دلانا غیر ضروری ہے خصوصاً ایک ایسے تجربے کے آغاز میں جو اپنی کامیابی یا اپنی ناکامی سے اس سلطنت عظیم کی گورنمنٹ پر ضرور ایک بڑا اثر ڈالے گا۔ گورنمنٹ یونیورسٹی سے لوگوں کے نہایت تعلیم یافتہ اور دانش مند فرقوں کے ایک ریپریزنٹیٹو کے منتخب کرنے کی توقع کرے گی اور مجھ کو امید ہے کہ جس شخص کو آپ نامزد کریں گے اور جس کو میں کونسل میں اپنا مشیر دیکھنے سے نہایت خوش ہوں گا وہ ممالک متحدہ کی قانونی کونسل میں ہماری ریپریزنٹیٹو اس یونیورسٹی کے قائم مقاموں کے سلسلے میں سے ہوگا اور جو اپنی دانش مندی اور اعتدال اور اس توجہ کے لحاظ سے ممتاز ہوں گے جو وہ ان تمام معاملات میں ظاہر کریں گے جو ملک کی عمدہ گورنمنٹ اور رعایا کی بہبودی سے متعلق ہیں۔

نقل تجویز انجمن حمایت اسلام گوجرانوالہ

سر سید احمد خان بہادر کی ہمدردی اور رفیق ہند کی تحریرات کے جواب میں

اڈیٹر صاحب سرمور گزٹ۔ السلام علیکم۔ میں بمنشائے انجمن حمایت اسلام گوجرانوالہ نقل تجویز مندرجہ تحت ارسال خدمت شریف کرکے ملتجی ہوں کہ براہ نوازش اپنے اخبار میں شایع فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔ انجمن تہ دل سے اس قومی خدمت کی مشکور ہوگی۔

وہو ہذا۔

انجمن حمایت اسلام گوجرانوالہ افسوس کرتی ہے کہ اخبار رفیق ہند نے صرف اپنے ذاتی عناد سے سر سید احمد خان صاحب پر بہت ہی ناشایستہ الفاظ میں حملہ کرکے مسلمانوں کا دل دکھایا۔ سر سید ممدوح اپنی قوم کی ہمدردی اور بہی خواہی میں اپنی ساری عمر قربان کر دی وہ قوم سے ایسی ناشکرگذاری کے ہرگز مستحق نہیں تھے۔ یہ ہی مسلمان ایسے محسن کی احسان فراموشی و اخلی ایمان سمجھتے ہیں۔ رفیق ہند پر اہالی آیندہ اسلامی جماعت کی رنجناک حالت کا غم خوار بنے۔ ایسے ہی بے فایدہ جھگڑوں نے (جن کا بدیہی نتیجہ یہ ہی ہے) مسلمانوں کو سخت کمزور اور پراگندہ کرکے ناگفتہ بہ حالت پر پہونچا دیا ہے۔ اگر وہ اپنا دلی رنج خود ضبط نہیں کر سکتا تو قوم پر رحم فرما کر اپنی قلمی طاقت کو جس سے قوم کا فایدہ بھی ہو سکتا ہے قومی ترقی کی تدبیروں میں صرف کرے۔ اے خدا تو اس کو اس طرف رہنمائی فرما اور ہدایت بخش۔

راقم شیخ کرم داد آنریری سکرٹری انجمن حمایت
اسلام گوجرانوالہ۔

سرمور گزٹ

ہفتہ وار ہر جمعہ کو شایع ہوتا ہے اور ہر ایک سال معاونین خریدار کو ایک عمدہ اور ضخیم کتاب تحفہ دینے کا دستور ہے۔ شرح چندہ

خاص معاونین سے بیس اور دس روپیہ سالانہ
عام شائقین سے چھ روپیہ سالانہ اور تین روپیہ ششماہی
طلبہ سے تین روپیہ سالانہ۔ نمونہ ایک کاپی مفت اور فی کاپی ۲/

منیجر سرمور گزٹ ناہن براہ انبالہ۔

سرمور سٹیٹ پریس ناہن میں منشی سراج الدین احمد مالک و مہتمم اخبار ہذا نے چھپا کر شایع کیا